قال اللہ تعالیٰ انّ الدّین عند اللہ الإسلام

عقائد الاسلام

جس میں اسلام کے عقائد کو دلائل عقلیہ ونقلیہ سے ثابت کیا گیا ہے
اور جدید وقدیم فلاسفہ اور ملاحدہ کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے

استاذ العلماء شیخ التفسیر والحدیث
حضرت مولانا حافظ محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ



ادارہ اسلامیات (رجسٹرڈ)
کراچی - لاہور

قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

عقائدُ الاِسلام

حصہ اول و دوم

جس میں اسلام کے عقائد کو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کیا گیا ہے
اور جدید و قدیم فلاسفہ اور ملاحدہ کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے

مولفہ

استاذ العلماء شیخ التفسیر والحدیث

حضرت مولانا حافظ محمد ادریس کاندھلوی قدس اللہ تعالیٰ سرہ

ناشر

ادارہ اسلامیات

کراچی۔ لاہور

پہلی بار : جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ۔ مئی ۲۰۱۰ء
باہتمام : اشرف برادران سلمہم الرحمٰن
ناشر : ادارۃ اسلامیات کراچی۔لاہور
کمپیوزنگ : سمیع اللہ، لانڈھی، کراچی

ادارۃ اسلامیات موہن روڈ، چوک اردو بازار کراچی، فون: ۳۲۷۲۲۴۰۱
ادارۃ اسلامیات ۱۹۰، انارکلی، لاہور۔ پاکستان فون: ۳۷۵۳۲۵۵
ادارۃ اسلامیات دینا ناتھ منشن مال روڈ، لاہور فون: ۳۷۳۲۴۴۱۲

پبلشرز بک سیلرز ایکسپورٹرز

ملنے کے پتے

ادارۃ المعارف	:	ڈاک خانہ دارالعلوم کراچی ۱۴
مکتبہ معارف القرآن	:	احاطہ جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴
مکتبہ دارالعلوم	:	جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴
دارالاشاعت	:	ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر ۱
بیت القرآن	:	اردو بازار کراچی نمبر ۱
بیت الکتب	:	نزد اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی
بیت العلوم	:	۲۶ نابھہ روڈ لاہور
ادارہ تالیفات اشرفیہ	:	بیرون بوہڑ گیٹ ملتان شہر
ادارہ تالیفات اشرفیہ	:	جامع مسجد تھانیوالی ہارون آباد بہاولنگر

فہرستِ مضامین تکملہ عقائدالاسلام حصہ اول

تکملہ عقائد اسلام

الحمد للّٰہ رب العلمین والعاقبة للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد و علی الہ و اصحابہ و ازواجہ و ذریاتہ اجمعین و علینا معھم یا ارحم الراحمین آمین یارب العالمین.

امابعد بندہ ناچیز محمد ادریس کان اللہ لہ وکان ہو للّٰہ آمین۔ اہل اسلام کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ اس ناچیز نے آج سے انیس سال قبل خدا تعالیٰ کی توفیق سے یہ کتاب مسمی عقائد الاسلام لکھی جس میں اسلام کے عقیدوں کو اہل سنت والجماعت کے مسلک کے موافق بیان کیا۔ بحمداللہ اس عرصہ میں یہ کتاب بار بار طبع ہوئی۔ اب دل چاہا کہ اصل کتاب میں بعض ضروری مسائل اور دلائل کا جو پہلی بار کی تالیف میں رہ گئے ہیں ان کا اضافہ کردیا جائے۔

اور آخر میں ایک تکملہ کا اضافہ کردیا جائے جس میں اول تو اختلاف امت والی حدیث کی شرح کردی جائے جس میں یہ آیا ہے کہ میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے جو سب نار میں جائیں گے مگر ایک فرقہ آگ میں جانے سے نجات پائے گا اور وہ فرقہ ناجیہ وہ ہوگا کہ جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر ہوگا اور بعدہ مشہور گمراہ فرقوں کا کچھ مختصر حال بیان کردیا جائے اور بتلادیا جائے کہ یہ فرقے اخیر زمانہ صحابہ میں پیدا ہوئے جب اکثر صحابہ

اور اکابر تابعین دنیا سے رخصت ہوگئے فرقہ ناجیہ وہ ہے کہ جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور جماعت صحابہ کے طریقہ پر ہو اور یہ فرقہ اہل سنت و جماعت کا ہے پس جو ان عقائد پر چلے گا اس کی نجات ہوگی۔

اس لئے دل چاہا کہ کتاب عقائد الاسلام کا ایک مختصر سا تکملہ لکھ دیا جائے جس میں فرقہ ناجیہ اور اس کے بالمقابل کچھ گمراہ فرقوں کو بتلا دیا جائے تا کہ فرق واضح ہو جائے اور اس کے علاوہ اور چند ضروری مضامین کا اضافہ کر دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ اس تالیف کو اس ناچیز کے لئے اور اس کے اہل وعیال کے لئے اور خویش واقارب کے لئے اور عام اہل اسلام کے لئے ذریعہ ہدایت اور ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرح حدیث افتراقِ امت

افتراق امت کی حدیث مختلف طریقوں اور مختلف الفاظ سے مروی ہے مگر مطلب سب کا ایک ہے عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین و سبعین ملة وتفترق امتی علی ثلاث و سبعین ملة کلھم فی النار الا ملة واحدة قالوا ومن ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیه و اصحابی.

رواہ الترمذی و فی روایة احمد و ابی داؤد عن معاویة ثنتان و سبعون فی النار و واحدة فی الجنة وھی الجماعة. الحدیث.

تحقیق بنی اسرائیل میں بہتر فرقے ہوئے اور میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے۔ وہ سب ناری اور دوزخی ہوں گے مگر ایک فرقہ۔ صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ ایک فرقہ کونسا ہے جو دوزخ سے محفوظ رہے گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا، وہ فرقہ ناجیہ وہ فرقہ ہے جو میرے اور میرے صحابہؓ کے طریقہ پر ہوگا۔

معلوم ہوا کہ فرقہ ناجیہ وہ لوگ ہیں جو سنت نبوی اور جماعت صحابہ کے متبع اور پیرو ہوں اور یہ امر سوائے اہل سنت والجماعة کے کسی اور گروہ میں نہیں پایا جاتا اس لئے کہ اتباع سنت سے حدیث نبوی کا اتباع مراد ہے اور جماعت سے جماعت صحابہ کی پیروی مراد ہے۔

جاننا چاہئے کہ اس حدیث میں افتراق سے اصول اور عقائد کا اختلاف مراد ہے اعمال اور عملیات کا اختلاف مراد نہیں۔ اس لئے کہ بنی اسرائیل کا اور آپ کی امت کا عملی اور فروعی اختلاف بہتر اور تہتر کے عدد میں منحصر نہیں دنیا کی بداعمالیوں کی کوئی حد اور شمار نہیں۔ معلوم ہوا کہ افتراق سے عقائد اور اصول کا اختلاف مراد ہے اور دخول نار کا سبب وہی

اعتقاد فاسد ہوگا۔ اور امتی سے امتِ اجابت مراد ہے یعنی وہ لوگ جو حضور پُرنور ﷺ پر ایمان لائے اور آپ کی دعوت کو قبول کیا۔ اس لئے کہ حضور ﷺ نے حدیث میں امتی کو اپنی طرف مضاف فرمایا یعنی میری امت اور اکثر و بیشتر حدیث میں جہاں کہیں بھی امت کو اپنی طرف مضاف فرمایا وہاں اہلِ قبلہ اور امت اجابت مراد ہے۔ امتِ دعوت مراد نہیں۔ اس لئے کہ امت دعوت میں تمام دنیا کے کافر شامل ہیں۔ اور ان کا عدد بے شمار ہے۔

دوم یہ کہ الا واحدۃ کا استثنا بھی اسی پر دلالت کرتا ہے اس لئے کہ الا واحدۃ کے لفظ سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ منشاء نجات اس فرقہ ناجیہ کے تمام آحاد اور افراد میں مشترک ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ ایک فرقہ کے تمام افراد اعتقادات ہی میں متحد اور مشترک ہوسکتے ہیں۔ مگر ایک فرقہ کے تمام افراد کا اعمال اور افعال میں متحد اور مشترک ہونا ناممکن اور محال ہے۔

سوم یہ کہ حضور اکرم ﷺ کا فرقہ ناجیہ کی تعریف میں یہ فرمانا، ماانا علیہ واصحابی اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ چیز تمام صحابہ کرام کے درمیان مشترک ہوگی۔ اور یہ امر بالبداہت معلوم ہے کہ تمام صحابہ کرام میں ایسا امر مشترک جس پر تمام صحابہ متفق ہوں وہ سوائے عقائد کے اور کوئی شئے نہیں عملیات اور فروعی مسائل میں صحابہ کرام کے مابین بھی اختلاف تھا۔ حضرات صحابہ کرام میں جو اختلاف تھا وہ فقط فروعی اور عملی مسائل میں تھا کہ عبادت کا کون سا طریقہ بہتر ہے۔ مثلاً نماز میں رفع یدین بہتر ہے یا ترک رفع یدین۔ آمین اور بسم اللہ کا جہر بہتر ہے یا اخفاء۔ اصل نماز میں کوئی اختلاف نہ تھا۔ فقط طریق ادا میں اختلاف تھا۔ ہر ایک کتاب وسنت کا عاشق تھا۔ ہر ایک کو فکر یہ تھی کہ عبادت اس طریقہ سے ادا کی جائے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک سب سے بہتر ہو۔ یہ اختلاف فکر ونظر کا اختلاف تھا جو شائبہ نفس اور ریاء سے پاک تھا اور کینہ اور حسد اور اختصام اور جدال سے کوسوں دور تھا۔ یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرام باوجود ان اختلافات کے بلاتردد ایک دوسرے کی نماز میں اقتدا کرتے تھے اور باہمی محبت اور مودت پر ذرہ برابر اس اختلاف کا کوئی اثر نہ تھا اور ایسا اختلاف بلاشبہ رحمت ہے۔ صحابہؓ کے اختلاف سے دین پر عمل کرنے کی مختلف صورتیں اور مختلف شکلیں سامنے آئیں۔ غیر منصوص مسائل میں اجتہاد کے طریقے معلوم ہوئے امت کے لئے سہولت ہوئی کہ ان نجوم ہدایت میں سے جس کی بھی اقتداء کریں گے ہدایت پائیں گے۔

غرض یہ کہ صحابہ کرام کا باہمی اختلاف فقط فروعی اور اجتہادی مسائل میں تھا اصول اور عقائد میں کوئی اختلاف نہ تھا۔

اسی طرح امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ صحابہ کرامؓ کی طرح اصول دین اور عقائد میں متفق تھے اور صحابہؓ کی طرح فروعی اور اجتہادی مسائل میں مختلف تھے۔

جس طرح تمام انبیاء کرام کا دین ایک ہے اور شریعتیں مختلف ہیں اسی طرح فقہاء کرام کا فروعی مسائل میں اختلاف انبیاء کرام کی مختلف شریعتوں کے اختلاف کا نمونہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ میری امت کے علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

اور جس طرح انبیاء کی شریعتوں کا اختلاف عین رحمت ہے جو بے شمار حکمتوں اور مصلحتوں اور رحمتوں پر مبنی ہے اسی طرح فقہاء کا فروعی مسائل میں اختلاف بھی رحمت ہے۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

یہ تو ناممکن ہے کہ دنیا میں اختلاف نہ ہو۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ وہ اختلاف کیسا اور کس قسم کا ہے۔ اگر وہ اختلاف اغراض اور نفسانی خواہشوں پر مبنی ہے تو بلاشبہ مذموم اور زحمت ہے جیسے اسمبلی اور الیکشن میں دو پارٹیوں کا اختلاف۔ جو خودغرضیوں اور کینوں اور عداوتوں کا پورا پورا آئینہ ہوتا ہے۔ الیکشن کے اختلاف کو جس لڑائی سے تشبیہ دیدی جائے تو ان شاء اللہ دنیا کا کوئی جھگڑا گندگی اور پلیدی میں الیکشن کے اختلاف کے پاسنگ بھی نہ ہوگا اور اگر وہ اختلاف، اختلاف فکر ونظر ہے جیسے وزراء اور ارکانِ دولت اور خیر خواہان سلطنت کسی ملکی مسئلہ پر غور وفکر کرتے ہیں اس وقت بھی رائیں مختلف ہوتی ہیں، لیکن یہ اختلاف سراسر رحمت ہوتا ہے۔ مختلف انظار اور افکار کے جمع ہونے سے مسئلہ کا مالہ و ما علیہ اور مسئلہ کے تمام اطراف اور جوانب اور اس کے تمام پہلو سامنے آجاتے ہیں اور حقیقت واضح ہوجاتی ہے اور مشکلات سے نکلنے کا راستہ نظر آجاتا ہے۔ ایسی مجلس عجیب مجلس ہوتی ہے۔ نظر وفکر کی جولانگاہ اور عقل اور تدبر کی نمائش گاہ ہوتی ہے۔ فقہاء کرام کا اختلاف اسی قسم کا تھا۔

صحابہ اور تابعین سے جو عقائد ثابت ہیں وہ صراحۃً کتاب اور سنت سے ثابت ہیں ان میں کوئی اختلاف نہیں اور یہی عقائد مدارِ نجات ہیں اور انہی پر ایمان اور کفر کا فیصلہ ہوتا ہے۔

اصول دین اور عقائد اسلام میں ائمہ اربعہ کا کوئی اختلاف نہیں فروعی مسائل میں اختلاف ہے۔

فقہاء کرام کا اختلاف ایسا ہے کہ اندھیری رات میں قبلہ مشتبہ ہو جائے اور قبلہ کے بارے میں رائیں مختلف ہو جائیں تو ایک بے خبر آدمی یہ سوچتا ہے کہ ان میں سے قبلہ کی شناخت میں کون افضل اور اکمل ہے۔ جو افضل ہوگا اسی کا اتباع کرے گا اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں اس وقت تک نماز نہ پڑھوں گا جب تک یہ سب لوگ قبلہ کے بارے میں متفق الرائے نہ ہو جائیں۔ تو اس کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ یہ شخص نماز پڑھنا نہیں چاہتا۔ نماز نہ پڑھنے کے لئے ایک بہانہ تراشا ہے۔

اسی طرح فقہی اور دینی مسائل میں سمجھنا چاہئے جو تمہارے اعتقاد میں سب سے زیادہ علم اور فہم رکھتا ہو اس کی تقلید اور اتباع کرو۔

اگر تم بیمار ہو جاؤ اور شہر میں متعدد طبیب رہتے ہوں تو ایسے طبیب کا علاج پسند کرو گے جو تمہارے خیال میں سب سے زیادہ علم طب کا ماہر ہے۔

تم کو یہ اختیار ہے کہ جس طبیب کا چاہو علاج کرو مگر یہ اختیار نہیں کہ چار طبیبوں کے تجویز کردہ نسخوں میں سے جونسی دوا تم کو لذیذ معلوم ہو اس کو لے لو اور باقی کو چھوڑ دو۔

نیز یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر طبیب کا طریق علاج مختلف ہے مگر اصول طب میں کوئی اختلاف نہیں۔ پس اگر کوئی مریض یہ کہے کہ میں اس وقت تک علاج نہ کراؤں گا جب تک تمام طبیب ایک طریق پر متفق نہ ہو جائیں تو اہل عقل سمجھ جائیں گے کہ یہ مریض کا بہانہ ہے۔ اس بہانہ سے یہ مریض اپنا علاج ہی کرانا نہیں چاہتا۔ جو مریض اطباء کے اختلاف کو علاج نہ کرنے کا بہانہ بناتا ہے تو سمجھ لو کہ اس کا انجام سوائے ہلاکت اور موت کے کچھ نہیں۔

اسی طرح جو شخص یہ کہے کہ میں اس وقت تک دین پر عمل نہ کروں گا جب تک ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ کا اختلاف ختم نہ ہو جائے تو خوب سمجھ لو کہ یہ شخص بے دین ہے۔ فقہاء کے اختلاف کو بہانہ بنا رہا ہے۔ وہ دنیا کا کون سا فن ہے جس میں اس فن کے ماہرین کا اختلاف نہ ہو۔ مسائل طبیہ میں اطباء کا اختلاف ہے اور مسائل فلسفہ میں حکماء کا اختلاف ہے۔ مگر سب جانتے ہیں کہ یہ اختلاف، اختلافِ نظر و فکر ہے اور ایسا اختلاف عالم کے لئے رحمت

ہے۔ اسی طرح فقہاء کرام کے اختلاف کو سمجھو کہ وہ اختلاف بھی رحمت ہے بلکہ اطباء اور حکماء کے اختلاف سے ہزاروں درجہ بڑھ کر رحمت ہے۔

لہٰذا کسی شخص کا یہ کہنا کہ میں احکام شرعیہ پر اس لئے عمل نہیں کرتا کہ فقہاء میں اختلاف ہے یہ بعینہٖ ایسا ہی ہے کہ کوئی مریض شدید بیماری میں مبتلا ہو اور کوئی طبیب اس کے لئے دوا تجویز کرے تو وہ مریض یہ کہے کہ چونکہ بعض دواؤں کے گرم اور سرد ہونے میں اطباء مختلف الرائے ہیں۔ لہٰذا میں اس وقت تک علاج نہ کروں گا، جب تک اطباء کا یہ اختلاف رفع نہ ہو جائے۔ یا کم از کم مجھ کو کوئی شخص یہ بتلا دے کہ یہ اختلاف کیونکر رفع ہو سکتا ہے۔ اختلاف ایک امر ازلی اور ضروری ہے۔ جب تک عالم ہے اس وقت تک اختلاف بدستور قائم رہے گا۔

وَلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّکَ وَلِذٰلِکَ خَلَقَهُمْ وَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّکَ.

ہمیشہ لوگ مختلف رہیں گے مگر جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں اور اسی واسطے لوگ پیدا کئے گئے اور تیرے پروردگار کا حکم تمام اور پورا ہوا۔

الغرض اختلافِ خلق اور اختلافِ کائنات، حق تعالیٰ کی قضاء ازلی ہے۔ اس کی قضاء کو کوئی رد نہیں کر سکتا۔ اور نہ یہ کسی کی قدرت میں ہے کہ وہ باہمی اختلافات کو رفع کر سکے یا کوئی ایسا طریقہ قائم کر دے جس سے ہمیشہ کے لئے اختلاف رفع ہو جائے۔

اگر امور دینیہ میں اختلاف ہے تو امور دنیویہ میں اس سے ہزار درجہ بڑھ کر اختلاف ہے لیکن بایں ہمہ کوئی شخص یہ نہیں کہتا کہ میں دنیا کا کام اس وقت تک نہ کروں گا جب تک تمام لوگ متفق الرائے نہ ہو جائیں۔

پس اگر فقہاء اور علماء کے اختلاف آراء کی وجہ سے دین کا ترک جائز ہے تو اہل دنیا کے اختلاف کی وجہ سے پہلے دنیا کا ترک ضروری ہونا چاہئے۔ معلوم ہوا کہ دین تو چھوڑ چکے ہیں اور اختلاف کا ذکر محض بہانہ ہے۔

پس جس طرح دنیا میں اختلافِ آراء کے وقت احتیاط کا طریقہ اختیار کرتے ہو اسی طرح مسائل دینیہ میں اختلاف کے وقت احتیاط کا طریقہ اختیار کرو۔ مثلاً ایک امام کہتا ہے

کہ عورت کے ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور دوسرا امام کہتا ہے کہ وضو نہیں ٹوٹتا۔ ایسی صورت میں آپ جس امام کو علم اور تقویٰ میں بڑھا ہوا سمجھیں اس کی پیروی کریں یا جس میں احتیاط سمجھیں۔ اس پر عمل کریں۔ لیکن یہ جائز نہیں کہ سرے سے وضو ہی کو چھوڑ بیٹھیں اور یہ کہنے لگیں کہ جب تک فقہاء متفق الرائے نہیں ہو جائیں گے اس وقت تک میں وضو ہی نہ کروں گا۔ یہ عذر نہیں بلکہ گریز اور پہلوتہی ہے۔

فرقہ ناجیہ کی تعیین

نبوت ختم ہوگئی اور دین مکمل ہوگیا اور حضور پُر نور ﷺ نے پیشین گوئی فرما دی کہ میرے بعد میری امت میں اختلاف ہوگا اور مختلف فرقے پیدا ہوں گے وہ سب ناری ہوں گے صرف ایک فرقہ ناجی ہوگا اور یہ بھی بتلا دیا کہ حق اور صداقت اور نجات کا معیار کیا ہوگا ''ما انا علیه و اصحابی'' یعنی جو فرقہ میرے طریقہ پر اور میرے صحابہ کے طریقہ اور ان کے نقشِ قدم پر چلے گا وہ ناجی ہوگا۔ اس لئے کہ کتاب وسنت کا مفہوم اور جو علوم کتاب و سنت سے ماخوذ اور مستفاد ہوں گے وہ وہی ہوں گے جو صحابہ کرامؓ نے سمجھے ہیں ہر بدعتی اور گمراہ اپنے فاسد عقائد کو اپنے زعم اور خیال میں کتاب وسنت ہی سے ماخوذ ہونے کا مدعی ہے لہٰذا کتاب وسنت کے وہی معانی اور مفاہیم معتبر ہوں گے جو حضراتِ صحابہؓ نے سمجھے ہیں اس کے خلاف کسی مفہوم کا اعتبار نہ ہوگا۔ جو شخص صحابہ کرامؓ کے خلاف کتاب وسنت کا کوئی مفہوم بیان کرے بس یہی اس کے گمراہ اور بے عقل ہونے کی دلیل ہے۔ اگر صحابہؓ نہیں سمجھے تو یہ نیم عربی داں اور یہ نیم انگریزی خواں کہاں سے سمجھ گیا؟ یہ نیم کی قید اس لئے لگائی کہ پورا عربی داں تو وہی سمجھے گا جو صحابہؓ و تابعین اور سلفِ صالحین نے سمجھا اور پورا انگریزی داں جو عربی سے بالکل بے خبر ہوگا سو اگر وہ عاقل ہوگا وہ کتاب وسنت کے بارے میں کچھ لب کشائی نہ کرے گا۔ اس لئے عاقل اور دانا اس کتاب کے مطلب بیان کرنے پر کبھی جرأت نہیں کرسکتا جس کتاب کی وہ زبان نہ جانتا ہو جس طرح ایک عربی زبان کا فاضل اور ادیب انگریزی قانون کی شرح کے بارے میں لب کشائی نہیں کرسکتا اسی طرح ایک انگریزی داں قرآن وحدیث کی تفسیر پر لب کشائی نہیں کرسکتا اور محض ترجمہ دیکھ کر اپنے کو

قانون دان سمجھنا بھی نادان ہونے کی دلیل ہے۔

جس طرح رسول اللہ ﷺ کی اطاعت، حق تعالیٰ کی اطاعت کا نمونہ ہے۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ نبی اکرم ﷺ کا نمونہ ہیں۔ لہٰذا جس طرح سنت نبوی اور اسوہ پیغمبری کو طریقہ خداوندی سے جدا نہیں کیا جاسکتا اسی طرح اسوہ صحابہ کو اسوہ نبوی سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ خدا تعالیٰ کا دین اور اس کے احکام ہم تک انہیں دو واسطوں سے پہنچے ہیں۔ قرآن کریم نبی کریم اور رسول عظیم کے صحابہ کی مدح سے بھرا پڑا ہے۔ بغیر ان دو واسطوں کے مانے ہوئے دین باقی نہیں رہ سکتا۔

لہٰذا فرقہ ناجیہ وہ فرقہ ہوگا جو ان دو واسطوں کو مانتا ہو۔ یعنی نبی کریم ﷺ کی سنت اور صحابہ کرامؓ کے طریقہ کو مانتا ہو۔ وہ اہل سنت والجماعت کا گروہ ہے۔ شیعوں نے تو صحابہؓ کو کافر اور گمراہ قرار دیا اور خارجیوں نے صحابہ کرامؓ کی نصف جماعت کو کافر قرار دیا۔ اہل سنت والجماعت نے سنتِ نبوی کو بھی لیا اور تمام صحابہؓ اور اہل بیت کو اپنا اسوہ اور قدوہ بنایا اور جن سے خدا اور اس کا رسول راضی ہوا ان سے یہ بھی راضی ہوئے اور ان کے طریقہ پر چلنے کو خدا اور اس کے رسول کی رضا اور خوشنودی کا ذریعہ سمجھا۔ اللہ تعالیٰ تو صحابہ کرامؓ سے راضی ہے۔ قرآن کریم رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ سے بھرا پڑا ہے۔ اگر کوئی بدنصیب صحابہؓ سے راضی نہیں تو بلا سے راضی نہ ہو۔ خدا کی رضامندی کے بعد کسی کی رضامندی کی ضرورت نہیں۔ یہ شخص اپنے لئے سوچے کہ خدا کو کس طرح راضی کرے گا۔

علماء نے لکھا ہے کہ اہل ہوا اور اہل بدعت کے اصل سرگروہ چھ فرقے ہیں:

۱۔ خوارج ۲۔ شیعہ ۳۔ قدریہ (جس کی ایک شاخ معتزلہ ہے)

۴۔ مرجیہ ۵۔ مشبہہ ۶۔ جہمیہ

پھر ان چھ فرقوں کی شاخیں ہیں جو مل کر بہتر تک پہنچ جاتی ہیں اور ان تمام فرقوں کی اعتقادات حضرات صحابہ کے اعتقادات سے ہٹے ہوئے ہیں، اس لئے ان کو فرق ضالہ گمراہ فرقے کہا جاتا ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ جن بہتر فرقوں کے بارے میں کلھم فی النار آیا ہے (سب دوزخ میں جائیں گے) اس سے دوزخ کا دائمی عذاب مراد نہیں۔ اس لئے

کہ دوزخ کا دائمی عذاب ایمان کے منافی ہے۔ دائمی عذاب کفار کے ساتھ مخصوص ہے اور چونکہ یہ بدعتی فرقے سب اہل قبلہ ہیں اس لئے ان کی تکفیر میں جرأت نہ کرنی چاہئے جب تک کہ دینی ضروریات کا انکار اور احکام شرعیہ کے متواترات کو رد نہ کریں اور ان احکام کے جو دین سے ضروری اور بدیہی طور پر ثابت ہو چکے ہوں منکر نہ ہوں۔ انتہیٰ ملخصاً مکتوب ۳۸ از دفتر سوم۔

فائدہ جلیلہ

جاننا چاہئے کہ علماء متکلمین نے ان بہتر ۷۲ فرقوں کو اپنی کتابوں میں شمار کیا ہے لیکن تکلف سے خالی نہیں اس لئے کہ اگر ظاہر اور مشہور فرقوں کی تعداد دیکھی جائے تو بہتر سے بہت کم ہے اور اگر مشہور اور غیر مشہور سب کو شمار کیا جائے تو تعداد بہتر سے بڑھ جاتی ہے۔

لہٰذا احتیاط کا مقتضیٰ یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرقہائے امت کے افتراق کو کسی زمان اور مکان کے ساتھ مخصوص نہیں فرمایا۔ ممکن ہے کہ بعض فرقے ابھی پیدا بھی نہ ہوئے ہوں اور آئندہ چل کر پیدا ہوں۔ نیز دو فرقے جب کہلاتے ہیں کہ جب ان کے اصول مذہب مختلف ہوں۔ لیکن اگر دو فرقے ایسے ہوں کہ ظاہراً تو باہم مختلف ہوں لیکن اصول دونوں فرقوں کے ایک ہوں تو وہ دو فرقے ملا کر ایک ہی فرقہ سمجھے جائیں گے۔ اسی طرح ان تمام شاخ در شاخ فرقوں کی تعداد اصولی اختلاف کے لحاظ سے انشاء اللہ تعالیٰ بہتر سے متجاوز نہ ہوگی۔

اور چونکہ یہ بہتر فرقے سب اہل قبلہ ہیں اس لئے ان کے لئے یہ شرط ہوگا کہ ضروریات اسلام اور قطعیات دین کے منکر نہ ہوں۔ اس لئے کہ جو شخص ضروریاتِ دین کا منکر ہو وہ اہل قبلہ میں سے نہیں۔ مثلاً اگر کوئی رافضی حضرت علیؓ کی الوہیت کا قائل ہو یا تحریفِ قرآن کا قائل ہو یا حضرت جبرئیلؑ سے وحی لانے میں غلطی کا قائل ہو تو اس قسم کا عقیدہ رکھنے والا ہرگز اہل قبلہ سے نہ ہوگا۔